

82۔ شہباز کا بسیرا

ابن صفی

اگر اس نے طیارے سے اتر کر فضائی کمپنی ہی کی گاڑی سے چنچنے کا ارادہ کیا ہوتا تو شاید اتنی آسانی سے ان لوگوں کے اٹھنے نہ چاہے جاتا۔ ٹیکسی خود ہی اس کی طرف آئی تھی اور ڈرائیور نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں جائے گا اور وہ اسے پتہ بتا کر پچھلی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے پاس ایک برفی کبس کے علاوہ اور کوئی سامان نہیں تھا۔

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے جناب" ڈرائیور بولا۔ "بس یہ میرا آخری ٹرپ ہے اور مجھے بھی اوسری جانا ہے۔" ٹیکسی حرکت میں آگئی تھی۔ وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اسے یہاں کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ ویسے وہ احمق بھی نہیں تھا۔ اپنے ساتھیوں میں اول درجے کا ذہین اور پھر تیز سمجھا جاتا تھا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ۔۔۔ جہاں بازو دھنستے وہاں حیا نہ ہوتا ہے۔

اگر اپنے ملک میں وہ کسی مہم پر نکلتا ہوتا تو اتنا بے خبر نہ ہوتا کہ ایک گاڑی نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب اسی وقت سے شروع کر دیا تھا جب وہ ائر پورٹ سے شہر کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

وہ نشست کی پشت گاہ سے ٹیکے لگائے سگریٹ کے بلکے بلکے کش لیتا رہا۔ کسی قدر غنودگی بھی اس پر طاری تھی۔

وہ یہاں پہلی بار آیا تھا۔ صرف ایک مام اور ہاتھ اس کے پاس۔ ہاتھ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو بتا دیا تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ کسی دشواری کے بغیر منزل مقصود تک جا پہنچے گا۔ اسے اس کا بھی علم تھا کہ جن لوگوں تک اسے پہنچنا ہے وہ اس کی آمد کے متوقع ہوں گے، لیکن رات اور وقت کا تعین نہیں کیا گیا تھا اور نہ انہی میں سے کوئی اتر پورٹ پر اس کا منتظر ہوتا۔

بہر حال وہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ یہاں کی ٹیکسی ڈرائیور اچھی اور ہاتھ اور وہ آنکھیں نہیں بول سکتے جتنی یہ ٹیکسی ڈرائیور بولتا رہا تھا۔

قریباً پندرہ سال میں موت بعد ٹیکسی ایک عمارت کی کپاہٹ میں داخل ہو کر پورٹ میں جا کر قہمی۔
 کیوں؟ وہ چاروں طرف میرے سے دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ۔۔۔۔۔ عمارت تو نہیں معلوم ہوتی۔"
 "وہی ہے۔" ٹیکسی ڈرائیور مسکرا کر بولا۔

"تم مجھے غلط جگہ لے آئے ہو۔ وہ کوئی بڑی عمارت ہے۔ کئی منزل جس کے ایک فلیٹ میں مجھے جانا ہے۔"
 اس نے اس میں وہ گاڑی بھی پیچھے آ کر رکھی جو اتر پورٹ سے ہی تعاقب میں رہی تھی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ پھر ڈرائیور کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر حویلی سانس لی۔ آنے والی گاڑی سے دو آدمی اترے تھے اور انہوں نے بھی رہو الو رکال لئے تھے۔۔۔۔۔ وہ جتنی سے ہونٹ ہنسنے پہنچا رہا۔

"اتر۔۔۔۔۔" باہر سے ایک آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔
 "مم۔۔۔۔۔" میرے پاس زیادہ رقم نہیں ہے۔ تم تلاشی لے سکتے ہو۔" وہ بھرتی ہوئی آواز میں بولا۔
 "نیچے اتر کر بات کرنا۔" ڈرائیور نے اپنے پستول کو جنبش دے کر کہا۔

"ہب۔۔۔۔۔" ہر یف کیس۔۔۔۔۔"

"ہر یف کیس اٹھالو۔۔۔۔۔" اور نیچے اتر جاؤ۔"

"بہت۔۔۔۔۔" بہت اچھا۔۔۔۔۔ تم دیکھو گے کہ میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ ہر یف کیس میں بھی ایک سلیپنگ سوٹ اور سگریٹ کے بیکنوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔"

"میں نے کہا تھا نیچے اتر کر بات کرو۔" ڈرائیور نے سر دھجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے"۔ اس نے کہا اور دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا تھا انداز سے بوکھلاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔ دونوں مائیں آپس میں الجھ گئیں اور ویریف کیس سمیت گھنٹوں کے بل نیچے آ پڑا پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کا ویریف کیس پورچ میں لگے ہوئے بلب کی طرف اچھلا تھا اور ہلکے سے دھماکے کے ساتھ وہاں اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ کسی چھپکلی کی طرح دوسری گاڑی کے نیچے درجک گیا۔

"خبردار۔۔۔ کوئی مادی جائے گی"۔ کسی نے چیخ کر کہا تھا لیکن اتنی دیر میں وہ لان پر پہنچ چکا تھا۔ مطلع اندر آلودہ ہونے کی وجہ سے گہرا اندھیرا تھا۔ ورنہ وہ سیدھا کھڑ ہو کر دوڑ نہ لگا سکتا۔ ویسے اس نے وہ فائروں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ پھانک کی طرف جانے کے کی بجائے وہ بائیں جانب مڑ گیا۔ اتنا انداز ہوا اسے ہو ہی گیا تھا کہ وہ اس چہار دیواری کو کسی بھی جگہ سے پھلانگ سکے گا۔

دوبارہ روشنی کا انتظام ہونے سے قبل ہی وہ اس عمارت کی حدود سے نکل جانا چاہتا تھا۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر اچھلا اور دیوار کا سراخا مے ہوئے اٹھتا پھلا گیا۔

دوسری طرف اترتے وقت اس نے خاص احتیاط سے کام لیا تھا۔ زمین سطح اور سخت تھی۔ آس پاس اور کسی عمارت کے آثار نہ دکھائی دیئے۔

تو یہ قریب قریب ویران ہی تھا۔ پھر مست کا تعین کئے بغیر اس نے ایک طرف دوڑ لگادی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے مڑ کر دیکھا تھا بہت دور دو قطر کسار جیسی نظر آ رہی تھیں۔ اس نے رفتار اور تیز کر دی۔ سارچوں کے بیٹے انوکاس سے دور ہی رہ کر محفوظ رہ سکتا تھا۔ انتہائی کوشش کر رہا تھا کہ بے آواز و ہڑتار ہے بدحواسی کے عالم میں بھی اسے اس کا احساس رہا تھا۔

پھر مارچ کی روشنی بہت پیچھے رہ گئی تھی اور اب وہ اتنی تیزی سے دوڑ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اب وہ لمبی لمبی گھاس کے درمیان تھا۔

دوڑ کے اختتام پر اس نے محسوس کیا تھا کہ اب دم لینا ضروری ہے۔ دوڑتے وقت تو ذرا اندھیرا محسوس نہیں معلوم ہونی تھی مگر اب وہ بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔

ما معلوم حملہ آور اندھیرے میں نہ جانے کہاں۔ جھکتے پھر رہے ہوں گے اور اب تو مارچ کی روشنی بھی نظروں سے اوجھل

ہو گئی تھی۔

وہ رک گیا اور کھڑا آگے پیچھے جھولتا ہوا ہلنچا رہا۔ لیکن سول تو یہ تھا کہ اب جائے کہاں۔ یہ تو کوئی ویران تھا اور وہ بادلوں سے ڈھکے ہوئے آسمان کے نیچے ستوں کا تعین بھی نہیں کر سکتا تھا۔

دس منٹ گزر گئے لیکن بدستور سنا طاری رہا۔ پھر آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا۔ جلد ہی اونچھی خاس کے الجھروں سے نجات مل گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ایسے میں بارش ہو گئی تو کیا ہو گا کچھ دور چل کر ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور وہ بہت احتیاط سے قدم اٹھانے لگا تھا۔

ابھی ڈھلان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا کہ بڑی بڑی بوندیں آگئیں اور اس نے غیر ارادی طور پر دوڑنا شروع کر دیا۔ اس بار وہ منہ کے بل قدم جھاڑیوں میں گر اٹھا۔ بوکھلا کر اٹھا تو ایسا لگا جیسے ان جھاڑیوں کی دھری طرف کوئی عمارت موجود ہو۔

اور وہ سچ سچ ایک چھوٹی سی عمارت ہی تھی۔ وہی نہیں وہاں توڑے توڑے سے فاصلے پر کئی عمارتیں تھیں۔ وہ جھپٹ کر قریبی عمارت کے برآمدے میں جا پہنچا۔ یہاں بھی اندھیرا تھا۔

بارش جس زور شور سے شروع ہوئی تھی اسی طرح اپنا بک ختم بھی مگنی اور وہ دو در سے نکلتا سو پتہ ہوا۔ آخرب کیا کرے۔

پھر اچانک اسے کتوں کا شور سنا دیا تھا۔ آوازیں دور کی تھیں، لیکن بتدریج قریب ہوتی جاری تھیں اس نے سوچا کیوں نہ اس عمارت کے مینوں کو بچا کر ان سے مدد طلب کی جائے۔ ٹیکسی ڈرائیور کی فریب دی کی کہانی مناسب رہے گی۔ اس کے سفری کاغذات تو انکی جیب ہی میں تھے۔ ان لوگوں کو مطمئن کیا جاسکے گا۔

یہی مناسب ہے ورنہ اگر آوارہ کتوں کے جھمے چڑھ گیا تو شل بھی نہ پہنچائی جاسکے گی۔

وہ دوڑا نہ لٹا ہوا اور وازے تک پہنچا تھا اور پھر دستک دینے لگا تھا کہ ہاتھ اس قفل سے مگر لایا جو دروازے پر لٹک رہا تھا۔

اور۔۔۔ تو عمارت منقش ہے۔۔۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ خالی ہے۔

کتوں کی آواز کچھ اور قریب ہو گئی تھی۔

ایک نئے خیال نے اس کے ذہن میں سر اٹھایا۔ یہ ہو سکتا ہے عمارت خالی نہ ہو بلکہ اس کے مکین کہیں اور گئے ہوں اور یہاں ٹیلی فون ڈائریکٹری بھی موجود ہو۔ ڈائریکٹری میں وہ اپنے میزبان کا فون نمبر تلاش کر سکتا جس کا علم اسے نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکالا اور اس کے ایک خانے میں آنکلی ڈال کر کچھ تلاش کرنا رہا پھر وہاں ایک سا اوزار قفل کے سوراخ میں رینگ گیا تھا جو اس کے پرس سے برآمد ہوا تھا۔

قفل کھانے میں دیر نہ لگی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وائیں بائیں سوچ بچ بورڈ تلاش کرنے کے لیے ہاتھ ہلاتے تھے۔ بائیں جانب سوچ بورڈ تھا لیکن وہ بنوری طور پر روشنی کر دینے کا خطرہ نہیں مول لیا جاتا تھا۔ جیب سے مانس کا ڈیوٹ نکال کر ایک تیلی ہوائی۔ کڑکیوں پر پردے موجود تھے لیکن اسنے بغیر بھی نہیں معلوم ہوتے تھے کہ لاکٹ جمانے کے بعد باہر سے کڑکیاں روشن نہ نظر آئیں۔

مانس کی تیلیوں ہی کی روشنی پر قاعدت کرنی پڑی۔ تین کمروں کے اس چھوٹے سے مکان میں اسے وہ چیز ہانا ٹرل ہی نکلی جس کی اسے تلاش تھی، ٹیلی فون ڈائریکٹری اور فون بھی موجود تھا۔ اس نے جھک کر اس کے نمبر معلوم کرنے کا پے لیکن ماسکٹ میں نمبر کارڈ موجود نہیں تھا۔ کمرہ ایسی جگہ واقع تھا کہ اس کی روشنی باہر نہیں جاسکتی تھی۔ اس نے باب روشن کیا اور۔۔۔ ڈائریکٹری کی ورق گردانی کرنے لگا۔ دھڑا اس کے چہرے پر تازگی نظر آنے لگی۔ شاید وہ نمبر مل گیا تھا جس کی اسے تلاش تھی۔

فون سر ہانے ہی رکھا تھا جیسے ہی گھنٹی بجی وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر پہلے آکھ لگی تھی۔ ریسیور اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہیلو۔"

"کیا آقاے عمران کی اتنا منگاہ ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو؟" عمران کی غنودگی رونچکس ہو گئی۔

"ہفتم الف۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔ "آپ کون ہیں؟"

"میں ملی عمران ہوں۔۔۔ لیکن تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

"میں دشواری میں پڑ گیا ہوں جناب۔ ٹیکسی ڈرائیور کو آپ کا پتہ بتایا تھا۔ لیکن وہ کہیں اور لے گیا۔۔۔ دو آدمی اور آگئے۔۔۔ وہ مجھے پکڑنا چاہتے تھے، لیکن نہ پکڑ سکے۔ میں بھاگ نکلا۔ اب ایک مکان کا قتل کھول کر اس میں داخل ہوا ہوں یہاں فون تو موجود ہے لیکن اس پر نمبر کا کارڈ موجود نہیں ہے۔"

"تم نے امپورٹ سے ہی فون کیوں نہیں کیا تھا؟"

"مجھے صرف آپ کا پتہ بتایا گیا تھا۔ فون نمبر نہیں دیئے گئے تھے۔ یہ تو میں نے ڈرائیور کی فون میں تلاش کیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس وقت کہاں ہوں۔"

"اسی طرح بولتے رہو۔ میں ابھی معلوم کئے دیتا ہوں۔ اگر بولنے کے لیے کچھ نہ ہو تو حافظہ کی کوئی عمدہ ہی غزل شروع کر دو۔"

"میں سمجھ گیا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور ریسیور میز پر ڈال دیا۔

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں ایکس ٹو والا فون تھا۔ اس پر سائیکو میسٹن کے نمبر ڈائل کئے اور جواب ملنے پر بولا۔ "عمران کے ذاتی فون پر کہیں سے کال ہو رہی ہے۔ ایکس چیتج سے دوسری طرف کا نمبر اور پتہ معلوم کر کے مجھے مطلع کرو۔" اس نے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں کھنگو کی تھی۔ ریسیور دکھ کر وہ پھر خواب گاہ میں آیا۔ میز سے ریسیور اٹھایا۔۔۔ دوسری طرف حافظہ کی غزل بعد خوش الحانی جاری تھی۔ غزل کے اختتام پر عمران نے کہا۔ "تم تو اچھے خانا سے گلوکار ہو؟"

"بظاہر ہی۔ وہی کافی ناکامی ہوں جناب۔"

"اب کوئی فلمی گانا بھی ہو جائے تاکہ معیار کا اندازہ لگا سکوں۔ ہمارے یہاں تو بیارومہ و مہہ ہوتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا جناب؟"

"ایک فلمی گیت کا کھڑا ہے۔"

"مگر وہ مہہ و مہہ۔۔۔؟ دوسری طرف سے بعد حیرت سے پوچھا گیا۔"

"ہاں ہاں۔۔۔ کھڑوں گدھوں کا گیت ہے۔"

"میں نے حال ہی میں آپ کے یہاں کی ایک فلم دیکھی تھی۔ کیا مہتما۔ ہاں یا نہ۔۔۔۔۔ کھوٹے واچرنگز۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ہاں اسے نیشنل ایوارڈ مل چکا ہے۔"

"اب کیا بولوں جناب؟"

"شادی شدہ ہو؟"

"جی ہاں۔۔۔؟"

"بیوی کے والدین زندہ ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"تب پھر تم کیوں زندہ ہو؟"

"میں سمجھا جناب؟"

"کیا تمہاری بیوی تمہارے اصل بڑا لیس سے واقف ہے؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر معلوم ہو جائے تو فوراً اخلاق کا مطالبہ شروع کر دے گی۔ بھلا کون عورت پسند کرے گی

کہ اس کا شوہر پیشہ ورتا عمل ہو۔ وہ تو مجھے فلمی ہیرو بنانے کے خواب دیکھ رہی ہے۔"

"عمر کیا ہے تمہاری؟"

"ستائیس سال۔"

"کتنی بار زخمی ہوئے ہو؟"

"گیارہ مرتبہ۔"

"خیر جیسے ہی میں کہوں کہ اب سلسلہ منقطع کر دو۔ ریسیور رکھ کر باہر برآمدے میں نکل آنا اور مکان کو دوبارہ مقفل کر سکو

تو زیادہ بہتر ہو گا۔ ورنہ اگر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی دھڑلے گئے تو جیل بھی لو بیٹے جاو گے۔ اس کے برعکس اگر

برآمدے میں پائے گئے تو بارش سے بچنے کا یہاں بھی چل جائے گا۔"

"میں یہی کروں گا جناب۔"

اتنے میں ایکس ٹو کے فون کی گھنٹی بجی تھی اور عمران اسے بولڈ آن کئے رکھنے کا مشورہ دیکر دوسرے کمرے میں چلا آیا تھا۔

سائیکو مینشن کے آپرٹرنے اسے فون کے نمبر اور مکان کے پتے سے آگاہ کر دیا سلسلہ منقطع کر کے وہ خواب گاہ میں آیا اور ریسیور اٹھا کر ماتھ پر نہیں میں بولا۔

"اب سلسلہ منقطع کر کے برآمدے میں آ جاؤ۔ ہم پہنچ رہے ہیں۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے ریسیور کرپل پر رکھ دیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد سوچتا رہا تھا۔ پھر جولیا کے نمبر ڈائل کئے تھے۔ تین بار ڈائل کرنے کے بعد دوسری طرف سے جولیا کی فینڈ میں ڈوبی ہوئی آواز آئی تھی۔

"لیس سر۔"

"پہلے تم پوری طرح بیدار ہو جاؤ۔" عمران ایکس ٹو کی آواز میں بولا۔

"میں بیدار ہوں جناب۔"

"صاف، خاوار، چوہاں اور صدیقی کو اطلاع کرو کہ انہیں چدرہ منٹ کے اندر ہی اندر کینٹ کرا سبک پر پہنچنا ہے۔ عمران وہاں ان کا منتظر ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

سلسلہ منقطع کر کے عمران لباس تبدیل کرنے لگا۔ پھر دس منٹ کے اندر ہی اندر اپنی ٹوپیئر میں نظر آیا تھا اور ٹوپیئر کینٹ کرا سبک کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

پھر ان چاروں سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا تھا۔ ایک ایک کر کے وہ لوگ سات آٹھ منٹ کے اندر اندر کینٹ کرا سبک پر آمو جونوئے تھے۔

"فرمائیے سرکار، کیا کوئی بیا سبک خواب دیکھا ہے؟" خاوار نے منس کر عمران کو مخاطب کیا تھا۔

"تمہارے چوہے نے دیکھا ہوگا۔ خواجہ ابھری فینڈ پر باد کر دی۔"

"کیا قصہ ہے؟"

"ملا یا رہے فیکٹری تک چلنا ہے۔"

پانچ عدد گاڑیوں کا یہ قافلہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گیا۔ تین میل کی مسافت منٹوں میں طے ہوئی تھی۔ عمران سب سے آگے تھا۔ وہ اپنی گاڑی اسٹاف کو درز کی طرف لیتا چلا گیا۔ سارچ کی روشنی میں اس نے ایک کوڑے کا نمبر دیکھا تھا اور پھر گاڑی سے اتر کر پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ آخری کوڑے کے سامنے پہنچ کر اس نے آہستہ سے آواز دی۔ "ہفتم الٹ پلیز۔"

آواز کے ساتھ ہی کوئی برآمدے سے اتر کر اس کے قریب آکر اہولہ بقیہ لوگ اپنے گاڑیوں سے نہیں اترے تھے۔ "آؤ" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کی طرف بڑھتا ہوا ہوا۔

سیٹ پر بیٹھ جانے کے بعد اس نے پوچھا تھا۔ "کیا تم مجھے اس غارت تک پہنچا سکو گے؟"

"کیوں نہیں۔۔۔ لیل۔۔۔ لیکن موسیٰ و عمران کہاں ہیں؟"

"تمہارے برہمہ ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔"

اس نے جیساختہ قسم کی ہنسی کے ساتھ گرجو شہی سے مصافحہ کیا تھا۔

"ڈرائیک منٹ۔۔۔ میں ابھی آیا۔" وہ گاڑی سے اترتا ہوا ہوا۔

اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ کر انہیں وہیں منتظر رہنے کو کہا تھا۔۔۔ اور دوبارہ اپنی گاڑی کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"تم تو سڑک سے گزر کر اس کو اڑ تک نہ پہنچے ہو گے؟"

"نہیں موسیٰ، میں غارت کے عقب سے اس طرف آیا تھا۔"

"اچھا تو اب ہم سڑک ہی سے مغرب کی سمت جاؤ گے۔"

"اگر یہ مغرب ہے تو یہی سمت ہے۔" وہ ایک جانب ہاتھ اٹھا کر ہوا۔

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا ہوا۔ "اگر صرف ایک ہی بڑی غارت ہے۔ پھر بھی اپنا اطمینان کرنا چاہتا ہوں۔"

گاڑی سڑک پر آ کر مغرب کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔

کچھ دیر بعد نووارد نے کہا۔ "یہی غارت ہے موسیٰ۔۔۔ شاید پورچ میں دوسرا بلب لگا دیا گیا ہے۔"

گاڑی آگے برہمتی چلی گئی تھی۔۔۔ تھوڑی دور جا کر پھر پلٹائی گئی تھی۔

صفدر وغیرہ وہیں عمران کے منتظر تھے جہاں اس نے انہیں چھوڑا تھا۔

واپسی پر اس نے نووارد کو صفدر کے حوالے کیا تھا۔ "اسے رانا جیلز میں پہنچا دو۔"

"اور آپ۔۔۔۔۔؟"

"میں کچھ وقت یہیں گزارنا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا تھا اور اپنی ٹو سیر میں جا بیٹھا تھا۔ انجن اسٹارٹ ہوا اور گاڑی پھر اسی عمارت کی طرف سفر لگتی تھی۔

عمران کسی گہری سوچ میں تھا۔ اسے ظلم تھا کہ ایک پڑوسی دوست ملک کا سیکرٹ ایجنٹ اس کے لیے کچھ اہم اطلاعات لانے والا ہے لیکن دن۔۔۔ اور وقت کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔۔۔ وہ اتر پورٹ پر اترتا ہے ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتا ہے، جو اسے پکڑنا چاہتے تھے۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ ایک بہت بڑا سوال یہ نشان اس کی آنکھوں کے سامنے چکرانے لگا تھا۔

گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی اور عمارت کے قریب پہنچنے سے قبل ہی کچھ اور سست ہو گئی کیونکہ سامنے ہی سچ مرکز پر سیاہ رنگ کا ایک بریف کیس پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

عمران نے گاڑی اس سے اتنے لگے پر روکی تھی کہ وہ روشنی ہی میں رہے۔ مشین بند کئے بغیر وہ گاڑی سے اتر کر بریف کیس کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دیکھا اور دیکھا کہ اس کی اوپر ہی سچ پر رکھ کر کچھ سننے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ پھر اسے بہت احتیاط سے اٹھا کر گاڑی کی چھت پر رکھ دیا۔ آنکھوں سے سنجی نکال کر ڈکی کھولی اور بریف کیس کو اس میں بند کر دیا۔

دوبارہ انجن اسٹارٹ کرنے سے قبل وہ کچھ سوچتا رہا تھا۔ پھر اس نے گاڑی شہر کی طرف موڑی تھی۔ پوری طرح ہوشیار تھا۔ خصوصیت سے اس پر توجہ تھی کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا تھا۔

اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد سائیکو مینشن پہنچا تھا اور اپنی ٹو سیر کی ڈکی سے وہ بریف کیس نکالا تھا، جو مرکز پر پڑا تھا۔ ہینڈل پکڑ کر اٹھانے کی بجائے اس نے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور اسی طرح اٹھائے ہوئے سائیکو مینشن کی لیبارٹری میں داخل ہوا۔

"اے میں کچھ مطلب نہیں ہو۔" عمر بن ماتھ اٹھ کھڑا۔ اس نے اس سے اچھا لگتے ہوئے کہا، وہ دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا جس کی ٹھنی، محتاج ہے ٹھنی تھی۔

"بیوہ۔۔۔۔۔" وہ بے ساختہ آواز دیا۔

دوسری طرف سے جو یون آواز آئی تھی۔ "اس عمارت کے کیس نے پچھلے رات ایک نامعلوم آدمی کے خلاف رپورٹ درج کی ہے جو مارش سے بھاگنے کے بارے میں کوئی بی کپاؤ نہیں دے سکتا، اس سے مراد یہ کہ وہ کسی ملک، مکان یا کسی شخص سے یہ جس میں قیام پڑھا ہزار کے بڑے نوٹ تھے۔"

"حیاء رات کی ہے" عمر بن نے ہلکی سی آواز دی۔

"اے ہاں۔۔۔۔۔ رات کے غیبت۔۔۔۔۔ مال کے کھنڈے۔۔۔۔۔" عمر بن نے کہا۔ "اب میں تم سے کتنے قریب ہوں کہ وہ۔۔۔۔۔" مارش نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ "تو اس مال۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔" عمر بن نے ہر سالہ موقع پر دیا۔

پھر وہ ہلکے ریہی ہو کر رہ گیا۔ "میرے" عمر بن نے کہا۔ "اس کے خلاف ڈاکو، رپورٹ درج کرنے کی ہے۔"

"میں اس کو رہتا ہے۔"

"یک سیویں ہے۔"

"اس سے پہلے ہی ہوئی ہے رپورٹ درج کرنے کی ہوئی ہے۔"

"یکریکٹ۔۔۔۔۔ رپورٹ درج نہیں کر لیا کرتے۔"

"مقتلہ نہیں تھا۔۔۔۔۔ معافی چاہتا ہوں جناب۔" ہلکے ریہی دھڑکی سے ہو۔ "اور پھر اسٹراٹو نے لگا۔"

"میرے فلیک، اے عمر بن نے گمراہی بھی نہ دے دی ہے۔ تمیں آدمی ہیں۔"

"میرے خاص شخصیت سے آپ پتہ نہیں ہے۔"

"اس نے پلیس ڈائریکٹر کو عمر بن کا نام دیا تھا۔"

ہلکے ریہی کچھ نہ ہو۔ "تموڑی" عمر بن نے کہا۔ "میں جیسے ہی مفلحیت نے کیسوں کے بارے میں چھان بین

"شہر۔۔۔۔۔شہر۔۔۔۔۔جہ"۔

بلیک ریو کمرے سے چلا گیا۔ عین کھڑکے، چار ماٹھاچھ فوٹ پر اپنے غلیٹ کے منہ اٹکیں گے تھے۔

"بیو"۔ بوہری شرف سے جو فوٹ آوارائی میں غلیٹ ہی ٹک مہر وارے کو بتاتا۔

"کاش ہے"۔

"اے ہوس۔۔۔۔۔میں چار فوٹ کے حد کوئی تھیں فوٹ پر مسائل کال۔ جار ماہ ہیں کوئی پیسہ مہر پتھر ہیں

ہے کتاب تھی سے ماتہ رہے گا"۔

"س سے کہو۔۔۔۔۔میں چار فوٹ پر رہے رہے"۔

"بہت چھوٹے۔ کچھ یہ پیسے ایک عورت آئی تھی۔ یہ ایسا بے کلام ہے، میں تھی، جو خود کو کھانا کھاتی تھی"۔

"تھیں"۔

"سی تھی جو ٹیم کش دو سار کمپنی کی نما۔ تھی بلیک ہار۔۔۔۔۔نی چر رہی تھی۔۔۔۔۔ن شرت کے بے کس

حقوق کی عمارتوں میں بہت وہ چھوٹی باغیچہ تھی۔ یہ ایسا بے کلام ہے کہ وہ اس مائے بلیک میں نہ کھائے۔ رہی

ہے۔ میں نے جیسا کہ اس نے مگر نی پھا یا ہے۔۔۔۔۔چار فوٹ کے حد صحت و تہ میں کھوں کا کہ اسل مارک

سہاری غلیٹ تھا"۔

"تھ پر یہ کی سمت صحت میں ہوئی۔۔۔۔۔س یہ دیکھا کہ اس سے یہاں چار فوٹ سے یہاں مانہ صحت۔۔۔۔۔"

منہ یہاں ہے جو بھی بتا دیتا تھا"۔

"ماں ہاں ہاں۔۔۔۔۔میں چار فوٹ"۔

"ٹھیک ہے"۔ جہ عمارت نے وہ بیو زریل پر رکھا یا۔

س صحت حد بہت ریو کمرے میں، اٹل ہو، تھا ہر دن وقت فوٹ کی بھیجی تھی۔

عمر ان نے وہ بیو رکھا یا تھا۔ اس نے بلیک ریو پر تھی جس سے ماتھ میں، ماہانہ کے وہاں رہے تھیں کچھ

دیر پہلے وہ تجربے کے لیے لے گیا تھا۔

"بیو۔۔۔۔۔عمر ان بلیک"۔ اس نے ماتھ میں رکھا۔

"چہرہ لک"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ چھوٹا ہے۔"

"الغلم الک" پتہ تک پہنچاؤ نہیں۔"

"مجھے سب تک پہنچنا پڑا۔۔۔۔۔ یہ بات ہے۔"

"پچھلی رات ہم نے سکارا نکال دیا تھا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وہ محفوظ ہے۔"

"تو پھر" آپ کو ہانڈ مت ملے، وہ سنے۔"

"اور میں اصل حادثات کا مظہر ہوں"۔ انہوں نے کہا۔

"وہ آپ تک پہنچ جائیں گے۔"

"غلیب میں نہیں۔۔۔۔۔ میں غلیب میں نہیں مل سکتا۔"

"تو پھر۔۔۔"

"تو بے شب آپ باپ۔۔۔۔۔ تم اپنے کتے کا ہاں میں لگیں، میں نے تیس چھوٹے ہاں کے ہاں

میرے دوستی کے شاعری الفاظ صبر دیلا ان "ہوئے۔"

"بہت بہت۔۔۔۔۔ الغلم الک کو اپنے پاس ہی روکے رکھیے۔ حادثات ملنے کے بعد وہ آپ کے بے کار حادثات

ہو گئے۔"

بہت اچھا۔۔۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز میں اس نے رہا۔ یہ رازہ یا تھا۔

"یار ہی۔۔۔۔۔" اس نے ہلکے یہ سے پوچھا۔

"آپ باخیرا رست تھا۔" اس نے مومن آواز میں کہا۔

"اصل کا اندازت ت رت تو بے شب آپ میں ملیں گے اور تھی جا۔" وہ سنے۔

"میں نہیں سمجھا؟"

"میں غلط سمجھا تھا۔ وہ تو اپنی جان بڑا نہیں تھا۔ لیکن اسے ہی آدمی نے اس پر یہاں نظر رکھی تھی۔ وہ بکڑ گیا ہوتا تو وہ اس کے لیے کچھ نہ بنا۔ لیکن اس کے بچے تلے کے حد سے اس امر سے آدمی نے اس کا رشتہ بدیا تھا۔" تو کیا یہ گاہی دوسرے آدمی کی تھی؟

"ہاں۔ سی نے مجھے پسے طعن کی تھی کہ ذرا لبا کوئی آدمی کچھ اہم غلطی کے ساتھ ٹھیک پہنچے ہو، ہے۔" ان لوگوں کے لیے کیا اسکیم ہے؟ سوچنے سے بچنے کی کوشش کی تھی؟

"کیا اس ٹی کو میرے خلاف کوئی ٹیم تیار ہے؟ یہ غلطی کی؟ ٹی ٹی کی جاکلی ہے۔" عمر اس نے کہا اور جوف سے ہونو کی شکل سے متعلق بتا دیا۔

.....

گیارہ بجے شب کو کسی نے دروازے پر ٹک کی تھی۔ جہاں نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں سے دعا دیتے ہوئے نکلے۔

"ہاں، یہ تھے۔ آپ کے ماتر میں رہا اور تھا۔" سیما نے یہ بات سے ہنسی مچا دی تھی۔

"عمر اس کہاں ہے؟" ریزو لورڈا لے نے رات پر چھا۔

"یہ یہ بد تمیزی ہے۔ تم اس طرح کیوں کہیں آئے؟" سیما نے بازو اٹھا۔

"خاموش رہو۔ یہ مسئلہ نہیں ہے۔" ریزو لورڈا لے نے ماتر ملا دیا۔ "میرے ساتھ جاکو دھونڈنے کی باتیں سورج ہو جائے گا۔"

"میں سیکس جاتا ہوں نہیں، جانا نہیں جاتے۔" سیما نے کہا۔ "اس نے کئیوں سے جوف کو دیکھا تھا پوری طرح اس کی طرف متوجہ نہیں ہو تھا۔ وہ اپنے سرے سے کاغذ اور بے آواز چلتا ہوا اس دونوں کے پیچھے کھڑا ہو تھا۔"

"جسکی بات ہے۔ ہم ہمیں ہمیں گئے۔" ریزو لورڈا لے نے کہا۔

"اور میں شہیں کالی دانا چاچا میں کا"۔ سیمان شہیں گمراہ۔
 "کو میں مت رہ"۔

ٹھیک ہی وقت نورف ایک ماہر اس نے ریو لوہ لے ماہر پر پڑھا تھا۔ اس دورے دورہ اور ان کے درمیان
 آگئی تھی۔ دوسری ماہر نے یہ کہہ دیا کہ وہ آگئی کے پہلو پر پڑی تھی۔ وہ اچھل کر دیوڑ سے جا کر پڑا جس
 کے دوسرے ہی لمحے میں سیمان، روتی مینہ تھا۔

دھریو لوہ سے وہ صحت پائی ہوئی تھی۔ مارہ اور کالی کے درمیان پٹی ہوئی۔ اس صحت سے حیرت انگیز ہند کرنے لگی
 تھی اور ریو لوہ بھی کاماتھ سے کل اور رہے گئے یہ جا پڑا تھا۔

سیمان نے چپ کاٹے، سب کچے تھے اور وہ اس کا اس سے ملنے لگا تھا۔

دھریو لوہ ہی گرفت میں آئے ہوئے آگئی نے قی رکتے کے لیے حد ہند تھی۔ وہی میں ہی ملنے ہی پڑ
 میں نہڑ پینے میں کامیاب نہ۔ کالیہ کرچکا۔ بعد میں ہی اس پڑھا تھا۔ تھے دھریو لوہ سیمان کو
 گھورے جا رہا تھا۔

"بے تو یہاں مجھے کھا جائے گا"۔ سیمان شہیں کالی۔

"یہ لوگ بھر جیسے"۔

"اور وہ بھلا تھا میں نے کھس دیا"۔ سیمان نے کہا۔

"اس کھس دیا"۔ وہ ماتھ چا کر رہا۔ پھر اس نے سیمان ہی نی سیمان ہی کالی سے وہی تھی "اتر گئے
 پر حیرت دورہ رہا تھا۔

پھر وہاں سے پکڑ کر ریو لوہ بھلا تھا اور وہاں ہی میں چپ۔ اسے احتیاط سے طہاری میں رکھ دیا تھا۔

"یہ تو نے مجھے کالی دیوں ہی"۔

"اور کس کو دیا۔۔۔ یہاں سے کھس دیا۔ پہلے پڑھا تھا۔ یہاں سے کھس دیا۔

"میں پڑھا کھس کرنے جا رہا ہوں"۔

"نہیں۔۔۔ ہم پہلے اس کھس کرے گا۔ ہم اس کا ملت جی باہر آج"۔

ہلکے پرہیز کی، ہرئی جانب خاموش بیٹھا تھا۔ کچھ دیر قبل سے ٹیڈ چورام کے مطابق میں نے سپاڈا پلاس کلب میں ایک شخص سے یہ کاغذات وصول کئے تھے جس کے کوٹ کے ٹائٹل میں "ادنی کے تیس چلوں کچھ س مڈر میں" لکھے ہوئے تھے۔ ان میں کبھی ہی نظر میں شمار کیا جاسکتا۔

"کاغذات ہو یا جناب"۔ اس نے نہ مت سے پوچھا۔

"مجھے کاغذات کی نوعیت کا علم نہیں تھا، اور سب کاغذات کو اس نے خانے میں ڈال دیا۔ میں جو روئے پڑا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اب وہاں پوری طرح پتہ نہ چلے گا جس کے وہ حصے دے تھے۔"

"مگر یہ کاغذات میں؟"

"اس میں ایک یہ مقامی پیدروی ٹائٹل کی زبان جو عمر سے منقذ، آخری اضافہ صدویں وقت کی۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ وہ نے اپنے رکھا میں خود اس کے مجھے یہی پائی، یہ کاغذات کی نوعیت تک کا علم تھا۔ یہ تو بہت اہم الک کے نمونہ کو کشش کر لی تھی۔ ہر حال اب سورت حال میں یہ ملحق ہے کہ۔"

نہر الی صد پور سے ہیر خاموش رہا۔ کچھ دیر پہلے لگا تھا۔ ایک دیر بات پوری ہونے کا منتظر رہا۔

"پکڑیں۔" عمر اب رملہ رہا۔ "یہ لکھا ہوا ہے کہ۔"

"یہاں لوگوں نے بتا دیا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دے تھے۔"

"اس میں کیا بات ہے کہ وہ کچھ بھی رکتا رہا۔" اس نے کہا۔ "میں معلوم نہیں کہ یہ ہوا تھا۔ میں اس سے بھی متاثر ہے کہ وہ عمر الی مانی کی تھی۔ سے واقف ہیں۔ اب ان میں سے وہ ان کے نام نے تھوڑا سا ساکتا ہے کہ ان کے پاس ہیر، اس میں کارو لوہہ تھا۔"

"تو یہ منقذ، آخری پیدروی ہوتے ہوئے تھے۔"

"ختم کرو۔" عمر اس برائے حتمی جواب دیا۔

کچھ دیر بعد منقذ، الی کے کمرے کے دروازے پر دستک لگائی تھی۔

وہ رہ گئے میں دیر لگتی تھی۔ ہاتھ سے بھٹکا دیا۔ یہ بھی نصف سے راند رات رہ چکی تھی۔

"نہیں۔۔۔ خیریت۔۔۔ وہ ہٹا دی۔"

"تو نہیں۔۔۔ شادی کرنی ہی پڑے گی۔"

"کیا مطلب؟" وہ بھرن کو گھورتا ہوا ہیچے مانتا۔

"جو ب نے سنی ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا؟"

"تو تو رازدار۔۔۔۔۔ رازدار کو گھار، توں ال چاڑھاؤں، "اب کا۔"

"یہ میں تو بھ کیوں مانوں؟ آپ چکا نہ تھے ہیں؟"

"اب۔۔۔۔۔ یا تمہاری شادی، چکی ہے؟"

"قطعاً یہ چکی ہے۔"

"اور تمہاری بیوی تمہارے پیٹ سے، اب ہے؟"

"سال ہی میں پیدا ہوتا۔"

"تمہاری ہم قوم اب؟"

"میں۔۔۔۔۔ چائیں ہے۔"

"کہتے تھے میں عاقبت میں نے رکھا تھا؟"

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔ کہ مجھے بھال سے مانتا۔"

"بیوی رکھتے ہیں؟"

"سیں۔۔۔۔۔ تم یہ سب کچھ آپ میں چھپ رہے ہیں۔" وہ دیکھتا تھا۔ "ماں، میری ماں ہے میں تو بھلا آپ"

"موت رہے ہیں سنا تصور بھی میں کرنا۔"

"یوں سیں کہتے؟"

"وہ نہیں جانتی کہ میرا سیں پیش کیا ہے۔"

"سے کیا بتایا ہے؟"

"ایک لمکاڑیونگ سخت ہوں، اور یہ جھوٹ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ جس باقاعدہ جوڑی میں میں ہا بھی ملا رہا ہوں۔"

"یہ مایوسی عمر میں اس قسم کی گفتگو بنانا، کی میں نہیں"۔ "معتنا، غم لطف کا یہ ماحول بنو رہا تھا۔"

عمر اس نے دیب سے یہ کہہ دیا کہ "کانڈنگ" اس کی طرف سے "کانڈنگ"۔ "تم نے اس کا اندازہ کئے غم سے میرے چارٹ میں، یہ کئے ہوئے غم نامہ۔۔۔۔۔"

"غم لطف نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ یہ حویل میں اس کی بنی ہوئے غم ان نظروں سے عمر اس کو دیکھتا رہا تھا۔"

"تو پھر سب ٹھیک یا کماؤ کا"۔ "سے" آ کر پوچھا۔

"دوسری شاہی۔۔۔۔۔"

"یا آپ مجھے دیکھیں مایوسی عمر"۔

"میں ایک ذرا دیر میں ہوں میرے دوست۔"

"میں احتیاط کرتا ہوں"۔

"کبھی کبھی بڑھاپے اسل پٹھے سے، آف ب" اور یہ عمر کی شان سے، وقف ہو گئی۔"

"خیر۔۔۔۔۔ مایوسی"۔

"تم یہ پیشہ رہا تھا، میں تمہاری یہی قسمیں ایک شے کی سمجھتی ہے۔ یا سب تمہارے خیر سے ہو گئے ہیں۔"

"وہ بہت ہے۔"

"تمہاری شاہی نہ کر رہی ہے۔"

"کیا جس کی بھی چاہت ہے۔"

"میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ اس وقت تم سے میری مایوسی۔"

"معتنا، غم لطف کا یہ ماحول بنو رہا تھا، اس نے حق سے بڑے سمجھے تھے اور عمر اس کو پتہ تو نظروں سے گھومتا رہا تھا۔"

"میں دیکھتا ہوں کہ اس نے تمہاری یہ کہہ دیا۔"

"دوسری کا پورا مجھ پہ ہو گا۔ تم سے وہ شہر ہو گئے۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"ہاں۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔ صبح جہاں کا کہ پیامتے ہوئی۔"

"موسیو ہم ان۔"

"ہاں۔۔۔ ماں میں اس زمانوں۔"

"خود میں سے ہی کہ طعن میں کی نہیں کہ میں کہا جارہا ہوں۔۔۔ میں نے بھی اس بارش میں ملوث ہوتا تو پتا ہو کہ کٹ
وہیں اتنا بھی کیا؟" تا جس کے ساتھ میں کاٹا ہوا پتہ دیتے تھے۔

"ماں میں۔۔۔ ماں میں سے بے بہا ہے کہ تم اپنی صوابی ماں میں ملوث ہو۔"

"تو پھر یہ شادی کی کیا چیز ہے؟"

"موت کے مرد سے بچنے کے لئے حد نہ رکھنا، یہی رتی چاہئے۔"

"وہ تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

"ماں ہالی کی۔۔۔۔۔ کی بے وقوف دور دور سے کے منہ میں پپے تھے یہ تو بات بکھن کی کشش نہ رہی۔۔۔۔۔ میو یوں کے شمار
سے ہاتھ جس اور بھی جاتی ہے۔"

"پتہ میں ہیں پاگل نہ یا ہوں۔۔۔۔۔ یا آپ؟" ہنسنے لگی۔

"میں ہی پاگل ہوں کہ جس تک یہ شادی بھی نہ۔۔۔۔۔ تاکہ اس منہ سے نہ۔۔۔۔۔"

نہ اس چاہتی اور نہ منظر الف نے یہی بے چین سے رات کی تھی۔ یہ ٹھیک اس کی کچھ سے دور تھا۔ صورت
سے صحت تریں نظر آتا تھا بھی صفائی مظلومی کی باتیں کرتا اور بھی باطل خاص معلوم ہوتا۔ میں سمجھا کہ کون ذمہ داری
میں معلوم ہوتا تھا ورنہ اس ہائیڈ سے اس کے پاس۔۔۔۔۔ اس نے اس میں یہی بیوی کا ذکر بھی چھینے تھا۔
گروہ کا ہاتھ سے کہ چھوٹا یہ ہوتا تو شاید اس ہائیڈ بھی یہی سمجھتا کہ وہ بھی اس رات میں یہی ہے۔

"یاس نے یہ ثابت نہ ہوئی ہے۔"

"شد نہ ہوئی ہے۔"

"نہیں! وہیں میں ش کا یا جا رہا تھا۔"

"س کا تھا کبھی یہ یا ہے کہ اس جرم نہ نے پائے۔"

"یہ ثابت سے کبھی وہ چاہیں نہ۔"

مرد اب سے س کے س رہا کہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ میں شاید غم انگیز ہوا ہوں رہنا چاہتا۔ س نے کہا۔ "اور یہ بھی کئی بار ہوا ہے۔"

س نے چہ میب پ سے ہرے چہ۔ وہ اب اٹھ اٹھتی تھی۔

"یاس سے تمہیں کون قلعہ ہو رہی ہے؟"

"نہیں۔ میں بھلے ہو رہی ہوں۔"

"تھوڑی دیر بعد جان بوجہ کے ارمل نہیں دے، میں نہیں لکھتا تمہارا۔ ف سے جیسے کہ ہو کہ س میں یہی رہا تھا۔ وہ نہایت قوی ہے۔ راق سے جی سے تھے۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ میں ثابت بھی نہ سمجھتا ہوں۔"

"مگر یہی کی سہانی نہیں دیتا۔"۔ مرد نے پوچھا۔

"کبھی نہیں۔"

"میکرٹ سے، تمہارے عورت نہ ہوتی ہے۔"

"۔۔۔۔۔" وہ فہم پر۔

"مرد عورت اس لیے، تمہیں دھماکہ ہو اس رتی ہے۔۔۔۔۔ عورت سے بہت بھی نرم پرتی ہے۔"

س نے بہت براشت کرنے کے لیے راق کو بار بار دہرایا یہ سہا نکات کہ وہی بھی مل جاتی ہے کہ وہی کے بغیر میں مانق جیسا کہ تمہارے ساتھ تھا۔

"تپ یا جا میں۔"۔ فقرہ ایک جھل پڑا۔

"سب کی کہانی یہی ہے۔ دوست۔" ست آوازات جی ایک ہی سی۔ مامہ پرے ہوئے ہوتے ہیں کروڑوں کے۔"

"یا آپ کچھ عجیب شادی شدہ ہیں؟"

"احمد اللہ۔۔۔۔۔ میں پیڑ کی کوئی طرح مامہ۔ اسلوں کا کڑا چوڑی آ رہتے ہیں۔"

"آپ کے ساتھ وقت بہت اچھا گزرے گا۔ بیوہ اب۔"

شام تک اب وہ رہ گئی۔ کڑی پرست فخر۔ "تھے۔ ایک ڈرامہ ریک میٹا۔" وہ یہ دونوں۔۔۔۔۔ بنا وقت ہنچنے حصے میں دکھا ہوا تھا۔

"آپ کا طاب بہت خوبصورت ہے۔" انظم نام نے کہا۔

"شکریہ۔ مجھے بھی تبہ طاب بہت پسند آیا تھا۔"

"یا آپ وہاں بھی نہیں گئے؟"

"یہاں۔۔۔۔۔ میں یہ شہر میں تک محدود رہا تھا۔ قیام جموں سے واپس نہیں ہوا۔"

"پورے ملک میں چھاننا ہے۔"

"اسی بے خبری سے سندھ کے قصبے میں اچھے وقت گزرے۔"

"یا قصبہ ہے۔"

"بھئی سے ڈھن کو نہ الجھاؤ۔ وہیں پہنچ کر دیکھا جائے گا۔"

"میں بیچاری عورت کے عمل شرم کو کس پر آتا ہوں۔ میرے میں ناہمی شادی پیش آئی ہوں۔"

عمر اس کچھ نہ ہو۔ انکم بنو یا کہ وہ اس کے بارے میں شکوک نہیں کرنا چاہتا۔ لہذا اس نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

سفرات بھر چاری رہا تھا۔ نصف شب کے بعد وہ اس نے ڈرامہ رستے آرام کرنے کہا تھا اور وہ سیرنگ منجھان یا تھا۔

دوسری صبح عمر نے گاڑی سے اٹھ کر ایک گاڑی میں سفر ماری۔ وہاں انہوں نے ٹائٹ پیس۔ انظم الف

"مڈ فین سے پہلے نہیں۔"

"کہاں گئے؟"

"جس جی موقع مل گیا۔"

"تو یا اسے چارٹیڈ قبہ گما سہی رہے؟"

"نہیں، صاف ہی قبہ سے روٹنے پہنچا۔"

"فلم افسر، پہرہ لی سے شاؤں کو تہش دی اور روٹ گیا۔"

.....

حد پور کے قتل عام کے پندرہ روز بعد، ایک جلسہ اہم کاری کے برہی
 تھی۔

وہی سہ ماہی حد پور پناہ گزینوں کا تھا۔ اس جلسہ میں انسانی ہمدردی کی بات کی گئی اور حد پور کی حالت پر بھی
 سوچا گیا۔

"بمقام میں یہاں کی قیام گاہ لے رہے ہیں۔"

"مزید پندرہ میل آگے بڑھنے کے بعد۔۔۔"

"کیا تم ہی سٹی میں پی ایل صورت ہی سے پہچانے جاتے ہو؟"

"جی ہاں۔"

"تب تو ہمیں رستے میں روک لیا گیا۔ کوئی مسئول انارمل کے قریب دھمکا۔ پہاڑوں کی بناوٹ بتا رہی
 ہے کہ رابطہ مت یوں کے۔"

"فلم افسر اس سٹی میں پڑ گیا تھا۔ تمہاری یہ حد پور۔۔۔" انہی بات ہے۔

اور تک جو رہے، ان کے گھر پر اس کے سلسلے کے سہ ماہی تھے اور ان کے چہرے کی صورت آنکھوں میں چھوڑی

"ہی۔۔۔! مقدمہ جہاں تمہیں قیام ملے گا۔" اس نے ایک کتاب پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔جی ہے۔"

"- سہ ماہی، نیچو۔"

"وَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ" -

”وہ بولے، ”جیسے؟“ رخصت ہو کر رہنا کتنا ہی سہا ہے، کیا؟“۔

$$= \frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} + \frac{1}{2} \right) = \frac{1}{2}$$

”اور، مثل کے ماحول کو ۔۔۔ نیچے پر یہ معلوم ہوتا تو تیس دنوں میں یہاں بلا نے کی رحمت، تاج و ہی ماپ بتا فاسد۔ یہ انقضائے تم ہیں، بے گھر، سب کے پکڑے سے متعلق کوئی نوئے ملک میں تھا۔“

”خاص یہ ہے کہ فقیر ایک پتھر مارتا ہے، مارتا ہے، مارتا ہے۔“ میں فاسد تاملوں کا طعن پیدا کرنے میں مدد کرتا ہوں۔

== ۱۱۱۱ ==

"میری قیاس گاہ سے شہر دور تھے ہمیں سے واسطے پہنچا۔ انسانی مشاعرہ کا یہی ان قسم کا ہی کام ہے۔"
 "میں یہ بتاتا۔"

$$= \frac{1}{2} \| \begin{pmatrix} 0 & 0 \\ 0 & 0 \end{pmatrix} \| = 0$$

"یہ ذرا مسئلہ تھیں چار اس بھانجہ میں ہے۔"

"مجھے پسند نہیں ہے۔ تمہاری رائے کی وجہ سے یہاں رہنا۔۔۔۔۔ تمہارے ساتھ بنانا ہی ہے۔"

"تو مل کا مطلب یہ کہ آپ جو ساری باتیں کہنا چاہتے ہیں"۔ اس نے پرتشیش لہجے میں کہا۔

"یہی بات ہے۔ مرنے والی قوم پر اسے اس طے میں۔"

”خیر، ماں! یہ ہے“۔

"پتا تو ہریہ سارا ملنا سب ہے" - عمران نے خٹک لکھے میں کہا۔

"او۔۔۔ مجھے سبوس ہے۔۔۔ سب عاں۔۔۔ ماں تک پہنچنے کے لیے۔۔۔ باقاعدہ جوڑی پٹنگ میں ہے۔۔۔ احمد امیری

قیوم کا ایک چٹپٹے کے حدی س پر تسلیٰ لگو گئے گا۔
 "گھٹی دت ہے" عمران مر ہلا کر بولا۔

* - - - - *

وہ بی پرک جڈ تھی۔ دور دور تک چاروں طرف سانات کے سلسلے کھڑے تھے اور چھٹی بی بی متعدد ہی قوس پر مشتمل پہنتی۔ حذر سے گوشہ گوشہ کی جتنی کہانی جانتی تھی۔ چلوں کے امانت ہی یہاں کے باشندوں کا ذریعہ معاش تھے۔

یہاں پہنچے سے پہلے عظمیٰ اپنی اصلی شکل میں آیا تھا۔۔۔ نہیں مرنے کا یہاں پہنچے سے پہلے ہی تھا۔
 ہستی کے گوشہ گوشہ سے عظمیٰ اپنی پرانی بی بی کی دیرپا پرانی تصویر کے نام سے پوچھا جاتا تھا۔ مرنے کا
 حذر س نے ایک شادی میں ایشیت سے لیا تھا۔

یہ پہنچا، جو صورت کا، عظمیٰ کی طبیعت تھا، جس کی جسم میں مرنے میں مرنے کی عین ایک مقامی تھی
 کرتا تھا۔

"میں یہاں دس ماہ بعد آئی ہوں" عظمیٰ کا پانیسرا اور ان کے مرنے کا بتایا۔

"اب کام کی دت کرے۔"

"میں مرنے کے دت میں مقامی گوشہ سے مرے معلومات، اہم سے بغیر چکونے کا مرنے کا۔"

"میں کتنا وقت صرف ہوگا؟"

"کر یہ کوئی اہم معاملہ ہے تو مجھے احتیاط سے کام لینا پڑے گا۔"

"جہاں اہم سمجھو۔"

"تو پھر میں ہر دست قسم کے گوشہ سے مرے ہو گا۔ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ یہ یقیناً مرنے کا ہے۔
 غیر یقینی نہ کسی تو پر غائب نہ ہوتا ہے۔"

"ماں ہے۔" عمر نے حیرت سے کہا۔ "یہاں قدم رختہ ہی تم نے مجھ سے جی ملو ہی رہا ہے۔" شروں کر دیا ہے۔"

"مختل س ہے کہ میں، وہاں کے ماں بھی۔ بہک جاؤں۔"

"انتیڑ طہیجی چیز ہے۔" عمر۔ "ملا کرو۔"

"چھب میں چلا۔۔۔۔۔ آپ وقت بھر رہے گا۔"

"فکروں۔"

س کے حے کے بعد عمر نے یہ مارچ کرنا تھا اور معذور اس کا بار لے لیا۔ اسکیں سے بڑی صبر سے ماپے تھے اور پھر اندر میں ملا رہا تھا۔

پندرہ بیس بیس بھی نہیں رہے تھے کہ انی نے دروازے پر ٹکائی۔ اس نے کہہ کر دروازہ کھولا۔ یہ "اتہ عمری" عورت اور نیکوڑن، ان کے کوئی نظرا میں۔ انوں سے یہ تے سے اکیلی تھیں۔

"پہرہ بیس اور۔" عمر عورت کی رون سے نکلا۔

"وہ، جو میں میں تھا۔" عمر ان نے۔ "ب سے کہا۔"

"ہم تھلا رہیں گے۔" عورت بولی۔

"تھیلہ دیا۔" س نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

وہ اسل شست کے سر سے ہٹا رہا تھا۔ انوں میں کہیں۔ کچھ دیر ناہشی بھی تھی۔ پھر عورت نے سے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ "اس سے پہلے پہرہ بیس تباہی آئے رہے ہیں۔"

"میں اس سے طب کا درس لے رہا ہوں تھا۔" عمر اس نے۔ "ماں تھیں س لپے، گے میں کہ جڑی بوٹیوں کی چچاں کر نہیں۔"

"تو کیا پہرہ بیس طب بھی پڑھاتے ہیں؟"

"طب، فلسفہ اور ہیبت تینوں کا درس دیتے ہیں۔"

"بہت حشمت آئی ہیں۔" ان کی بولی۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔ بہت ریواں۔"

"سبک و چس کی توقع کی جاوے۔"۔۔۔۔۔ عورت نے پوچھا۔

"اس کے بارے میں کچھ بھی میں نہ بتا سکتا۔"

بڑھی عورت حیران کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اٹھاس نے پوچھا۔

"کاش آپ سلم جوہر میں بھی داخل رہتے ہیں۔"

"نہیں تمہارا میں بے غرض یا تھا کہ صرف طب کاروں کا کام ہے۔"

"پروفیسر و راجم جوہر میں جی، اس کا درستہ ہیں۔"

"جی ہاں۔"

"آپ کو کونسی نہیں؟"

"صرف اس حد تک کہ شادی میں بھی کوئی تار، کچھ نہیں۔"

"میشا بھی تار ہے اس میں جی، دیکھتے جانتے ہیں۔"۔۔۔۔۔ جی بولی۔

نہال اس طرح مس پر جیسے انی نے حاضر بہ اپنی کار کیا کرتا رہا ہے۔

"اس نے۔۔۔۔۔ عورت میں قہیم کا سلیب ہے۔" عورت اسے پیار سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"مجھے ابھی یہی خبر تھا۔" عمر اس پر ملازمہ۔۔۔۔۔ "سنا۔۔۔۔۔ جی جی"۔۔۔۔۔ عورت نے بھی ہنسی۔

"کچھ دیر پہلے وہ نہیں جانتی تھی۔"

"سہیں۔۔۔۔۔ مجھے وقت ہی نہیں ملتا۔"۔۔۔۔۔ جی بولی۔ "نئی عورتوں میں پھنسا جاتی ہیں۔"

میں نے پھر کسی نے اس کا جواب دیا۔

"معاف کیجئے گا۔" عمر نے ہنسنے لگا۔

وہ صدمہ دہرا رہے تھے صرف آپ کا بیان جیسے ہی ارہارہ ہو "ختم ملک اس پر آچرا۔" شادی دہرا رہے پر ہی رہا ہے

کھڑے رہا تھا۔

"یہ ہو۔۔۔۔۔" عمر نے سے سب جانتا ہوا ہے۔ اسے پہلے ہی نظر میں پتا چل گیا تھا کہ اس کا ہوتا شادی نہیں

"تمہیں جھگڑاؤں سے پرہیز ہے آپ کی انجی بھال زندگی ہے یہاں آپ کا رہنا ہے۔"

"رہو کیجیے جہاں فائز رہ گئے۔" میں نے یہاں سے ہٹا دیا۔ پر پیسہ تھا میں نے۔"

"مہربانیاں میں کہہ دو کہجس سے وہ جاتی ہے"۔ لڑکی نے کہا۔

"ہیں" "ظیف نہ کئے"۔ پرہیزگار نے کہا۔ "یہ کون سی بی بی تارا دانی ہیں؟"

"چھاپہ میسرہ ہی منظور رہے گی۔" اس نے چورنگی کی محنت کا ثناء کیا۔ یہ خدمت

$$m \frac{d^2 \mathbf{r}}{dt^2} = -\frac{m \mathbf{v}}{t} + \frac{m \mathbf{v}}{t} + \frac{m \mathbf{v}}{t} + \frac{m \mathbf{v}}{t}$$

”جلیبی“ ”پاپ“ ”مرٹھی“ ۔

||  ||

"شکر کہ ہم پڑ" میں نے "خوش ہوئی۔"

تھری ایجنسز کو ملے ہوئے چلی کی تحریک پر ان اعلیٰ رشتہ کے لئے حد درجہ دباؤ کے پیشکش

۴۔ جس طرح کہ ہم نے پہلے سے ذکر کیا۔

"پہ پھ...؟" عمر بن نے چیخ کر کہا۔

”میں نے یہی مرنا نہیں ہے۔“

"وورڈز تک کسی کا پتہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ آ رہی ہے اچھے"۔^۸

”میں کچھ بڑی ارپی کر رہی ہوں۔ میں اپنے ہاں یا تمام بلند اسے متعلق مسئلہ ہاں میں ہم رہا نہیں۔ یہ میرا

رہتے ہیں۔ اگرچہ کہ چمک میں باب سے ہمارا تعلق ہے، مگر میں باب کی باتوں کے نیچے

چھوٹنگ ٹاؤن۔ اٹارک پک۔ ٹنگ مال ہے جس کے ماروں پر لہائی لہیتی نا، اور بھاریاں ہیں۔ میرے خیال ہے کہ تھوڑے

پک سے ریو اسیکس تھے۔ وہ نہ مٹی کی تھیں نہ پانی کی نہ مٹی۔

"اگر اس دھنوں غور سے دیکھو تو پتہ چلتا ہے کہ معلوم ہو جائے گا کہ "تم سب نے اپنی خوشامیسی لکھی ہے۔"

"میں سب سے پیش پا کر رہتا ہوں۔ دوسراں پہلے ہی وہ چوتھیں میرے غنہ میں داخل۔۔۔۔۔ کئی روز گزر

رکھے گا اہل نہیں رہا۔

"بہت تھکا ہوا ہے" پر ہنسنے لگا۔ "ہاں ہے۔"

عمران دھڑکے ہوئے ہاتھوں میں جانب دیوار سے ٹکرا کر بیٹھ پڑا۔ "کون ہے؟"

"وہ رہنما ہے۔" وہ سے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"وہ رہنما ہے۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

عمران نے وہ رہنما کو دیکھا۔ وہ نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"یہ وہی ہے؟" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"نہ ہر۔۔۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"پہلیس۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"اوہ بے بی۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"میں دراصل اس لیے آئی ہوں کہ آپ کو کمرہ کے ہسپتال میں لے جاؤں۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"اس کی ضرورت نہیں۔"

"ضرورت ہے۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

عمران نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

عمران نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"اے۔۔۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"یہ باطل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

"تو پھر۔۔۔" اس نے ہنسنے لگا اور آواز نکالی۔ "میرا ہنسنے کی جرات رکھتے ہو؟"

۱۱۔ "تو نہیں سمجھتا کہ چاند چاند ہے"۔

۱۱۔ بھر کے لیے اس کی آنکھوں میں جیت کے آنا، مگر آئے تھے یہ نہ کہ سنہاں پات۔

"لکھنؤ کے لئے ضرورت نہیں ہے میں بھی ماتر چلوں گا۔" اے بی بی۔

”میں نے اپنا کچھ کھانا لے کر دیا۔“

”میرا دل ہے۔“ اور مجھے آپ کے نشانہ والی باتوں پر ہر محفل نے کہہ دیا تھا۔“

"یہ ہے جس نے مجھے یہ سب سنا دیا۔۔۔ یہ وہی ہے۔"

”کائنات پر خدا کا مشہور حکم ہے۔“

"ماہر میں پرکھو۔۔۔ ریتیا، وہ شاپیہ کا تمام رشتہ جی "دنا"۔"

"خیر اب تو جھڑی ٹپکے" بڑی نے کہا اور صدمہ دروازے کی طرف متوجہ ہوئی۔

"پ کے سجدہ پڑھنا کا"۔ یہ فیسر نے آواز بے گما۔

”مارگہر یہ تو نہیں ہے کچھ پہلے ہی ہا پر ایک مناسب اندہ چھپا یا خالہ اندہ ہمارے درمیان میں مارگہر کی تلاش

ہشی لی کا تو ۔۔۔ تو کہہ دیجئے شہیں ۔

"سوالتویہ جبکہ ہم سب نے پچھن جا میں ہے۔"

"فلز کو" عربی - تہ ہے ۱۰۔ "ہماریاں ہے قہی" عربی -

”میرے مکمل کے کاغذ پر۔“

”اتنے ہی میں اس نے جملہ ایریز ٹرفٹاں چھین کرے۔۔۔۔۔ ایس ایس پر پتاقلمی مناسب نہ ہوگا۔ حمد اور

نے شام چھ بجے اس کے پاس سے گزرا۔ پتا تھا کہ تم نے محمد علی جوڑیہ فوجی بوجھا، بوسنتا ہے اسے یہ بھی معلوم ہو کہ

بستی کے دو اہم قہرے گھر یہ موجود ہیں۔

”پہیں نہیں نکلتا۔“ بپا چاہتا ہے کہ یہ سچ ہو۔

”بہن! میں انکلمہ کرنے کی بجائے وہ نہیں شہداء کے راستے میں چھوٹا ہوتا ہے۔“

"یہی س ہے مجھے صرف معمول، رُخمی پاپے کہ ہم شہد ارنیڈ ف وارنہو جائیں۔"

سب کچھ ناممکن کی بنا پر ہو ہے۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ سچہ ل کے آدمیوں سے رابطہ بنو ہم نہ ہی چلے جیتے۔
 میں تو یہ سمجھا تھا کہ پروفیسر کے حقوق انٹرن نے مارے لیے یہ جال پھینکا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم یا کبہر جیسو"۔ ان میں سے ایک نے۔"

"ماری ر رہے"۔ عمر بزمیں آگوا ہوا۔ "اب تم ہی بتا سچہ ل کے لیے وہ کون"۔ ریشی تہارے پیٹے
 سے وقف ہے۔"

"نہیں۔"

"یہ تمہیں پتہ نہیں رہتا کہ میں کتنی جانتی ہوں۔"

"کرتی ہے۔"

"جہاں نامہ تم بھی۔ ماری نہ ہو۔ پادہ اپنی اصلیت اب بظاہر سے، میں مجھے کے قواعد کے مطابق تم ایسا نہیں
 کر سکتے۔"

"یہ بھی درست ہے۔"

"ابہد میں قسمیں ہیں بتا سکتا کہ ہر تعلق میں مجھے سے ہے۔ تم نہیں جہاں کے پس سے پتا۔"

"ٹھیک ہے۔"۔ "میرے نے پہلے ہی۔"۔ "لیجے لیا۔"۔ "ہم سے جیتا لیا یا تھا کہ میں وہاں تک نہ لپکا۔"

پھر ڈرائیو میں آیا معلوم ہونے لگا تھا۔ جیسے چاروں ایک دوسرے سے جانتے ہوں۔ پروفیسر غش غش
 کرتا رہا۔

پھر یہ طے پوا کہ وہ رہا گلیا تھے ہاں میں اور دیپ پیچھے رہے۔

رہ گئی ہو سی۔۔۔ عمر میں دیپ تار بھر رہا تھا اور وہ دونوں کی اسوئے نے فاصلے سے آگے جا رہے تھے۔

کہ کپڑا جانے کے بعد پروفیسر نے بوتل ہٹا لے تھے۔

"میری تو کچھ سمجھ ہی میں نہ آتا۔"

"دیکھو، دعوت جو رہا رہے ہو۔"

"یہ بات ہوئی۔"

"چھتاؤ۔ میں نے انہوں کو پایا تھا۔ جو مجھ کو کہتے تھے۔ تو ریا۔ مناسب ہی معلوم ہو اگر کسی کی رائے ملتی
میں وہاں تک پہنچیں۔"

"پہلے یہ تہہ کی صورت دیکھو۔ اسے مار ڈالو۔ یہ ہے۔"

"اب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ انہوں نے مار ڈالی اس لیے اسے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ یہ تمہاری ہمت بدل دی۔۔۔۔۔ تم
دیکھ رہے ہو۔"

"کامیاب۔"

"میں یہاں سے پہنچ رہا ہوں۔"

"یہ رہا ہے۔ اس کی جگہ مت بھولنا۔"

"ہم دونوں کھائے نہیں کھاتے ہیں۔ یہ فیئر ہے۔"

"پہلے کہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچا۔"

"رہنما کا یہاں ہے۔"

"شاید وہاں رہتے ہو۔"

"ہم یہاں پہنچ رہے ہیں۔۔۔۔۔ اب باقی بے فکر ہو جاؤ۔ یہی انہوں نے کہا ہے۔ ہم پہلے یہاں پہنچ رہے ہیں۔۔۔۔۔ دیکھ
جنا۔"

خبر یہ کہ یہاں پہنچ گئے۔ یہ وہی جگہ تھی۔ اس کے انہوں نے پایا بھی تھا۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔
جیسے خار کی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔
خار کی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔

تھوڑی دیر بعد یہ قیدی مر گئے۔ انہوں نے اس کی جگہ پر سلاخیں لگا دیں۔ یہ وہی جگہ تھی۔ یہ وہی جگہ تھی۔

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔ وہ پہلی بار پہنچنے کے ساتھ جتنی میں آیا تھا۔ اس ہاؤس میں رہتا ہے۔"

"علیہ السلام۔"

خبر دہانی نے عمر ان کامیاب پہنچا دیا۔ علیہ السلام یا تھا اور رہا تھا۔

"سوال تو یہ ہے کہ محکمہ داران میں چاہے وہ ہاؤس میں پہنچے کہ متعارف ہوئے یہ عرصہ رہا ہے۔"

"بچے ہمارے ہمارے۔ تم یہ جانتی ہو۔ غار میں رہا ہے۔ وہاں ہی تھا۔" نے بیٹا پتہ ہمارے ہاؤس کو رہا ہے۔

"گی۔"

وہ پہنچا دیا۔ چلا گیا۔ وہاں میں رہا۔

"اہیں رہا۔" وہ رہا۔" نے سچائی میں رہا۔

"صرف ایک وقت اور۔۔۔۔۔" غار میں رہا۔

"یہ ہمارا۔"

"وہ وہاں ہی رہا۔" تم سے نہیں رہا۔ چاہے معلوم ہوتے ہیں۔"

"یہ مطلب۔"

"ہو رہا ہے۔" ہمارے ہاؤس میں رہا تھا۔ ہمارا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں رہا۔

ہو رہا ہے ہاؤس میں رہا ہے۔

"خبر رہا۔" ہمارے ہاؤس میں رہا تھا۔ ہمارا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں رہا۔

وہاں رہا۔" ہمارے ہاؤس میں رہا تھا۔ ہمارا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں رہا۔

ایک ہی گھر۔ میں رہا تھا۔

"شیبا رکھو۔" میں رہا تھا۔

وہ آؤں چلا گیا۔

کچھ پر ہمارے ہاؤس میں رہا تھا۔ ہمارا ہاؤس چلا گیا۔ وہاں رہا۔

"ہمارا۔" وہ رہا۔" میں رہا تھا۔

"تو یہ جہاں۔"

"مجھے جلدی ہے۔ یہاں، یہ تک نہیں رہ سکتا۔" جلال نے کہا۔ "لیکن اس کا حق وہ نہیں برتی کہ پروفیسر، ریکی اصیت سے واقف ہے۔"

"تو پھر سنو۔" شہباز اس کی آنکھوں میں، جھٹکنا دیا۔

"تم اس سے اجازت مانو گے؟"

"نہیں۔ میں سے کچھ سناؤ تو نہ رکھتا۔" شہباز نے اپنی ہاتھ سے کہا۔

"یہ مطلب؟" شہباز کی تیزی پر ہنس رہے تھے۔

"وہ خانہ دوزار کی جتنی ہے؟"

"میری نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔"

"دیکھو دوست! شہباز رہا تو بھڑکا رہا۔" میں نے تم سے اس لیے غلامی میں یا کہ تم حکومت کی "انکس" ہمارے
ہو۔ اس کی مہماری ٹیچن کی "نی بی بی"۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ میں تم سے مراد ہے کہ تم پر تحقیق ہو جاؤں
کا۔ مجھ پر خراب اور اس کے بہت سے حساسات ہیں۔ لہذا میں، نکلا تا کہ اس کا پتہ نہ ملے گا۔"

مجھ پر اس سے خاموشی سے گھبراہٹ رہا تھا۔ تواری، یہ حد اس نے کہا۔ "خیر اسی وقت اس نے ہمارے ہاتھ پر نہیں مارا
اور نہ تم پر سے ہو کہ میں لکھا ہوا تھا۔"

"ماں۔۔۔ ماں۔۔۔ میں جانتا ہوں۔"

"لڑکی اور اس کے دونوں آؤں نہیں رہیں گے۔" جلال نے کہا۔

"مہمانوں کی حیثیت سے۔"

"ہوں۔ چہا۔۔۔ میں جانتا ہوں۔" مجھے اس بات کی فکر ہے۔"

شہباز نے کچھ نہ بولا تھا۔ اس نے ہر پلایا۔

شہباز وہ ہیں مہتمم رہا۔ "انکس" کی بنیاد سے یہ امریکا کے معلوم ہونا تھا۔ احسان احمد تھے۔ ان میں چار ہیں کے
ورمیں رہی ہوئے۔ جس کی طرف قد آور تھا۔ جو بے بھاری اور ہوش پٹکے تھے۔

وہ دونوں خاموش کھڑے تھے۔

"جس میں تمہیں رمدہ میں چھوڑے گا۔"

"نہیں، پی جے خان"۔ دونوں گھٹھمیرے۔

"میں یا رمدہ ہوں۔"

"جس میں نہیں سمجھیں گے میں آپ کو کہتا ہوں۔ ہم دونوں اب کے کام میں تھے۔ پائے تو مارا ہے۔۔۔ میں اب
ابھی اس صلیب کا علم ہوا تو وہاں بے ہارے رویہ اور ہاتھوں۔ یہ اور تو ہی تیار ہو گئے تھے۔ ہاتھ چنے۔۔۔۔۔
یہ حالت میں رہ کر تریں آئی جی ہوا بالآخر اسات ہے۔"

شہباز چھوڑنے کا حق تو دے کر رہ گیا تھا۔ "میرے ہاتھ آئے۔"

وہ انہیں اس عمارت کی طرف لے گیا یا تھا۔ وہاں سے کچھ پہلے یہاں آیا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے اس کے
ساتھ چلے گئے تھے۔ ان کے چہرے پر وہی حالت تھی۔ نے والی۔ ایسی۔ کی حد تک کم ہو گئی۔
سکھائی اس کی خوشی میں عمارت میں پہنچے ہی وہ رہ گئی۔

شہباز نے بے چہریوں کو علم دیا تھا کہ میں کچھ کہتا ہوں۔ "رمدہ غم مانی بدی رہیں۔"

"خواب۔۔۔ خواب۔۔۔۔۔" وہاں گھمیا ہے۔

"میں کچھ نہیں مانتا۔" شہباز رو رہا۔

"لو میرا پرہیز، رمدہ میں سوٹ میں ایک ٹرف رستہ ہوا۔"

"لی جی اس پسینہ آ رہا ہے۔ اس زمانے سے کوئی مارچ، اپنا یہ تو ہم اس درے سے دور ہیں جہاں گئے۔"

"تو رہیں بلا نے ہی بھی تاک نہیں رہی۔"

"یہ جاؤ۔" رمدہ آگیا۔ میں اپنے کی کوشش کر رہا۔

"کہاں ہو؟" یہ عمر ان کی آواز تھی۔ "تین فارم کر چکے ہیں۔"

اس نے حویلی، لکڑی اور تھوڑے سے مل آیا۔ مگر ایک پہنچا، مگر نہ ہی کد نظر آیا۔

"میںڈک تو، کھانی ہی نہیں، یہ تم خوش قسمت ہو۔" مگر اس نے۔

"یہاں سے ماتھوگ۔"

"تھوڑے سے فارم پر ایک چھوٹی سی کاد ہے۔ وہیں سے پار۔" یا ہوں۔ پار۔ نے پتھریں کوں مٹا دیا۔

پس۔ سو رات سے، اسے منہ معلوم نہ تھی۔ یہ سہ سہا ہے، مگر اس کی شہتیں اب تک یاد ہیں۔

"مجبوری ہر چیز کا جواز پیدا کر دیتی ہے۔"

"میں نے بھی سے کسی حد تک نہ۔" یا اب، ایک ہی کے ٹکے میں پکڑ کر قہار ہو گیا۔

"....."

وہ دنوں، رہتا ہے کہ۔ تھے وہ شہزادان کی لہائی۔ اور تھا۔ جس کی آنکھوں کی مٹی پتھر اور مٹی تھی۔ میں

وہ روز او کے اختتام تک خاموش رہا تھا۔

شہزاد چپ ہو کر اس نے رہ کر بچے ٹک کہا۔ "بے چارے۔"

وہوں نے رہ کر بھی رحمت سے بہ لیں۔ اب، یہ تھا۔ میں اب۔ مری ٹیڈ کیڈر تھا۔ اس کے رہ کر ہلک

کے اور میں۔ یہ اس کی آواز تھی۔ "ات بے چاروں کو کھانا سے ناظم نہ داتا تو یہی غلطی نہ کرتے۔"

"میر ابھی یہی نہیں ہے۔" شہزاد نے کہا۔

"جا۔۔۔۔۔ تم، دنوں، میر۔" کھانا نہ۔ "بہ لیں اس کی ٹیڈ، کچھ بھیج دو۔" اور وہ ہی قدرم ہو رہا رہا۔

ٹھہر گئے۔

اس کے چلے جانے کے بعد میں نے شہزاد سے پوچھا۔ "اس کی سے کچھ معلوم ہو؟"

ذیپ ٹی سے آگے برستی چلی جا رہی تھی۔

بہن سٹھوڑی ہر حد پر ہو۔۔۔ "ہر حال تم سے غلطی نہ رہی ہو گی۔ تم میں سے ایک کو اس کے پاس موجود رہنا چاہیے
نہی۔ ہمیں تو چھوڑ رہی ہو۔ تم نے ان شہزادوں کو اس کے لئے لے گئے تھے۔"

وہ دونوں ہنسنے لگیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی غلطی تسلیم کرتے ہو؟"

"نہیں تسلیم ہے جناب۔" ایک نے۔

"تم جانتے ہو کہ جرم کیا ہے؟ یہ نہ کہہ دو، یہاں تو تمہارا منہ بند ہے۔ اس کی وجہ سے اس سے بچنا ہے۔"

وہ ہنسنے لگیں۔

بہن نے ذیپ کو دیکھ کر ہنسنا شروع کیا۔

"تم دونوں بچے تو ذیپ کے آگے اور آگے چلے گئے۔ یہی تمہاری۔ اپنی۔ اس نے کہا۔" اس کی طرح وہ دو
شائے سے شائے لگا رہی۔

وہ دونوں چپ چاپ رہیں۔ ذیپ کے آگے جا کر کھڑے ہوئے۔

پوری بات سے وہ کہہ رہی تھیں۔ "بہن کو پہلی آواز میں۔"

دونوں شائے سے شائے لگا رہی تھیں۔ "ذیپ بھی۔" ان سے صرف تین قدم کے فاصلے پر
چلتی رہی۔ دونوں نے تھوڑا سا جھک کر دیکھا۔ شائے سے شائے لگا رہی تھیں۔ وہ دونوں بھی کھڑے
رہیں۔ وہ بھی کھڑے رہیں۔ ذیپ کی رفتار ایسا ہی رہی۔ وہ دونوں بھی کھڑے رہیں۔ وہ دونوں بھی کھڑے
رہیں۔ وہ دونوں بھی کھڑے رہیں۔ وہ دونوں بھی کھڑے رہیں۔ وہ دونوں بھی کھڑے رہیں۔

چاروں طرف گہری تاریکی تھی۔ ان دونوں کو اس گہرے اندھیرے میں ذیپ کے "ذیپ" کی جگہ کا
رہنا دکھائی دے رہا تھا۔

وہ دونوں کھڑے رہے۔۔۔۔۔ اور آواز نہ آئی۔ وہ دونوں کھڑے رہے۔ وہ دونوں کھڑے رہے۔ وہ دونوں کھڑے رہے۔

"اس کی تحویل میں پورے چار سو سو روپے یا تین سو روپے جو بابا کے شوہر نے پہلے ہی میں کو چھپا رکھا ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ پے اور لے مانگی کو بھی یہیں لے آؤ۔"

"بال بھائی میں تیری یہ بات۔"

"تو پھر پے جو تاک لکھ کے لیے تیار ہو۔ وہ چاہا تو اب نام نہ لکھنے جس کے سہارے ملے۔ تک پہنچے ہو۔"

ولی سے یہی نظم و سب سے دیکھے ہوئے رہا تھا جسے ابھی تک ایسا مات بھی پہنچا نہیں ہوا۔

"پہاڑ پر۔۔۔" "تھوڑے فاصلے پر۔۔۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "سے غفلت سے تہا رہے۔" "میں۔"

"مم۔۔۔ یہ۔۔۔" "ولی۔۔۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔"

"وقت بڑھ کر۔۔۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔"

"ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔"

* ~~~~~ *

کتوں کے شور اور دہرائی جوتوں کی آواز سے پتہ چلا کہ وہاں بھی تھیں۔

ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔" "ابھی اس کے پاس لے آؤ۔ وہ بابا کے رکن بھی نہیں چاہتا کہ تہا رہے۔"

تھوڑی دیر بعد شہباز کمرے میں داخل ہوا۔

"تم جی جی دیکھو۔" "اس نے کہا۔"

"کیوں؟"

"پوچھ کر کہوں گا۔"

"سجاعت میں؟" شہباز نے شربت کی طرف اشارہ کیا۔

"ماں۔۔۔ ماں۔"

"پیامن ہے۔"

"یا کمر پہنہ؟" جس نے ہاتھ دھو کر دیکھا۔

"سجاعت میں نہیں؟" شہباز نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"یہ تمہیں کمر پہنہ وہ حکومت کی خبر ہے۔"

"میں تمہیں اپنی دہائی کا ہندو بتاؤں؟"

"تمہاری دہائی سے مدد کی ضرورت ہے؟"

"بھئی کی کشتی رہا۔"

"یہ بھئی کی کشتی کروں۔ خانہ داری کے احسانہ مستحق۔ میں نہیں ہوں۔ وہ دہائی قیدی ہے تمہاری نہیں۔"

"پھر بھی میری چھت کے پیچھے۔۔۔"

"تمہاری چھت۔۔۔" جس نے عداوت کی تہذیب دکھائی۔ "میں وہم میں رہتا ہوں۔۔۔ یہ تمہاری چھت

میں وقت تک ہے اب تک ہم چاہیں گے۔"

"پہلو۔۔۔ میں سے بھی تمہیں کہتا ہوں۔ میں چر بھی۔"

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔ سے نور مدد۔"

"پہلے تو تم میں سے پر مجھ سے قتل ہو گئے تھے؟" شہباز نے شربت کی چمک دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھٹ مت کرو۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں سناؤ۔"

"یہ تمہیں قتل مجھے نہ اٹھانا چاہتا ہے؟"

جس کا تہذیبی سہولت و آسائش ہے وہ شہباز نے کہا۔ "یہ مری، کچھ بے ہوشی کے سم پر؟"

"انہوں نے کتوں کو کسی خاص دپہیں لٹکایا ہے اس لیے وہ بچے ہی سکتے رہیں گے اور انی وقت چرس کی رشتہ
 - منیچیں گے۔ یہاں میں شمیم ن سے ہمارے چاہوں گا۔ تم اس آویں میں ہوں نہ گے جو قیدی کو ہاں سے
 گئے۔ تمہارے ملازمین وہی ہیں، میں نے جان پڑی تھی۔ ل یہ بتانے کے لیے رہ رہیں ہو گا کہ میں نے
 نہیں سنا کہ مرے میں یوں بہہ یا تھا۔"

"مشورہ معقول ہے میں تم سے مدد کروں۔ ملو گے۔" شہیارہ۔

"ہاں میں مدد کروں، یچیں گے۔ تم کسی قلمت کرو۔"

"جس جگہ چھپے میں تمہارا قیدی تھوڑے دالے ہوں۔" شہیارہ اور اس طرف "تازہ ہو۔"

اس کے چلے جانے کے بعد قوری، ایک خاموش رہی تھی۔۔۔ پھر گا "یہ بلی تھی" پھر دیکھ رہا تھا "۔"

"راہنہ مارا ہے۔ تم دو آٹھ گناہ یا پ۔"

"قویا ب پتہ تم نے کیا یا پ۔"

"ب پ، تاحہ ہو تیں نہ، وہی ق نہیں ملتا، بلکہ پتا۔"

"میں تم ملوں کہ یہ نہیں سمجھتی۔"

"ظہیرہ، وہی، مجھے ظہیرہ تھی، واریں ہمارے دمیوں کا مل ہیں، نہ ہم سب یہ ہیں۔"

"ظہیرہ میں بلکہ عاقبت کہو۔ ظہیرہ یہی ہے۔"

"عاقبت ہی قہر تھی کے ظہیرہ گھر رہی ہے۔ مہارہی ظہیرہ عاقبت تھی، ہے۔ میں قہر کی ظہیرہ ہوں۔"

یہ صدمہ شاعری میں کر رہا ہے۔ جس پر تم رونا دھنہ تے ہیں۔ عمل میں "تے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو مہی قہر تھی۔ تم وہاں کو ہمیشہ رہا رہا تھی۔"

سب کچھ عمر اس کی اکبر کے مطابق ہو تھا۔ لیکن شہیارہ نے اسے اپنی قیدی حیات قوری حور پر رخصت نہیں ہونے

دیوتا۔ وہ تینوں ایک عمارت کے تہ خانے میں بیٹھا۔ یہ کمرے تھے جس کا علم شہزادے سے تھا۔ وہ ان کو کہیں تھا۔
 جس کے قیدیوں کا تہ خانہ تھا۔ اسے علم نہ تھا کہ یہ وہاں سے ملنے کے وقت وہاں تک پہنچے تھے۔ ان کے
 اس سے بھی شک کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔

اس نے دعویٰ کیا کہ وہ تہ خانہ تھا۔

"تو تم لوگ مجھے وہاں سے لے جا چاہتے ہو۔ اس نے کہا۔"

"آپ پر یہ دیکھنا ہے۔ بعد آپ کے تہ خانہ نے کہا۔ اس نے کہا۔"

"مجھے ملتا ہے۔ یہ وہاں ہے۔ تم جو کہہ رہے ہو اس سے بیٹا۔ یہ وہاں ہے۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔
 اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔
 اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔
 اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

"اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا۔

پے۔ پاجہ، متاخر ہوئے تب مجھے اپنے ملا میں ہندو اور مسلمانوں نے "۔

"رسموں پر خن۔۔۔ یہی عینہ کا۔ خواہ اس نے لیے مجھے اپنی روح کو نرمی سے یہاں نکال دینا ہے۔"

مہم اس نے کہا۔

۱۱ "تم نہ صرف ایک ہی جگہ پر کھڑے ہو۔"

"ماہ۔۔۔ ماہ۔۔۔ ہر مریں مادرِ حیات نے تم سے کمالت میں۔"

"فونی مراد میں یہ ہے کہ تم بڑا مافی ثل پھیں گے۔ میں"۔ "کیا راجہ" ان کی فانی فانی

”اگر ہمیں مرنے والا تو مادی مسائل سے کام نہ لے کر سب کچھ چھوڑ دینا چاہیے۔“

شہباز چلا گیا۔ حزل کا قیدی عمر سے بہرہ مستحق۔

”پس چسپانے سے یگی مہر تختہ پر کہ یہاں رہا ہے۔“

$$\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right) = \frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right)$$

”میرے پاس تو مجھے ہر شے ملے گی۔“

۱۱ "میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ دی تھی۔"

"میں بد رہوں۔۔۔۔۔ مجھے مر جانا سے تاملین اسی نام قہر سے مانا گیا ہے قہر جو ۱۰۰۰ نے چاہا۔"

”یہ آپ کا تھوڑا سا ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“

"سینیکا بے قصص کو گولہ تو مار سکتے ہو جس نے متاثر کر دیا۔"

"مزا دینے کا حق صرف عدالت کو ہے۔ میں عدویہ محکمہ میں کھڑا کرنے کا یہ فیصلہ ان لوگوں کی آغوش سے دھریا ہوں۔"

جنرل کے قیدی نے خاموشی اختیار کر لی۔

کچھ پروردگار کی تیاریاں نہیں۔ پانچوں کے لیے بدل کے تھے۔

کہوں سے یہ بیسٹال کی جس طرف سے آتا ہے۔

کہ دوسری گاڑی بھی مڑ کر ادھر ہی آ رہی ہے۔"

"آنے دو۔۔۔ دیکھا جائے گا۔" شہباز نے کہا۔

عمران نے بھی مڑ کر دیکھا تھا۔ اس نے شہباز کو مشورہ دیا کہ کسی ایسی جگہ گاڑی روک دے جہاں سے کچھ دیر کے لیے پچھلی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

"اور پھر تم یہ پرواہ کئے بغیر کہ میں کیا کر رہا ہوں، جیب کا بونٹ اٹھلا اور اس طرح انجن کی دیکھ بھال شروع کر دینا جیسے کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔"

"تم کیا کرو گے؟"

"ڈرائیو کو تم لوگوں کا ساتھ چھوڑ دوں گا۔"

"میں سمجھ گیا۔۔۔ اچھی بات ہے۔"

ایک موڑ پر جیسے پچھلی گاڑی کی ہٹ ہوئی عمران نے رفتار کم رکے کو کہا اور نیچے کود گیا۔

پھر انہوں نے اسے بڑے بڑے پتھروں کی اوٹ میں غائب ہوتے دیکھا۔

شہباز نے گاڑی روک دی اور بونٹ اٹھا کر جاکر دینے لگا۔

تھوڑی دیر بعد دوسری گاڑی قریب آ پہنچی تھی۔

"کیا بات ہے؟" اس پر سے کسی نے گونجلی آواز میں پوچھا۔

"انجن میں کڑبڑ ہے۔" شہباز بولا۔

اس نے ایک بار دہری کیپٹن کو گاڑی سے اترتے دیکھا تھا اور پھر انجن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مجھے حیرت ہے سہائی۔" کیپٹن بولا۔ "تم نے مجھے سیلوٹ نہیں کیا؟"

اور تب شہباز کو اپنی غلطی کا احساس ہوا لیکن دیر ہو چکی تھی۔۔۔ کیپٹن کا ریو اور بولسٹر سے نکل آیا تھا۔ بقیہ تین آدمیوں

نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے بھی اپنی رائیفلیں سیدھی کر لیں۔ شہباز سمیت چاروں نے اپنے ہاتھ اپر اٹھا دیئے

تھے۔

"انہیں غیر مسلح کرو۔" کیپٹن نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

پھر ان میں سے ایک سپاہی اپنی راکھل کا ندھے سے لٹکا کر آگے بڑھایا تھا کہ بائیں جانب سے آواز آئی۔
 "تم سب اپنا اسلحہ زمین پر ڈال دو۔"

وہ چونک کر آواز کی سمت متوجہ ہو گئے۔ لیکن کوئی دکھائی نہیں دیا تھا۔

"جلدی کرو۔ تم سب مائی گن کی زد میں ہو۔" آواز آتی اور اس کے ساتھ ہی ان سے کسی قدر فاصلے پر گولیوں کی
 بوچھاڑ ہوئی تھی۔

اسلحہ زمین پر ڈال دیا گیا۔ پروفیسر نے جیب سے چھلانگ لگائی اور جلدی جلدی ان پر قبضہ کرنے لگا۔

پھر عمران چٹروں کی اوٹ سے بڑا ہوا تھا۔

"تم لوگ نکل نہیں سکو گے۔" کیپٹن فرمایا۔

عمران اس کی طرف توجہ دینے بغیر پروفیسر سے بولا۔ "ان کے ہاتھ بھی ہاتھ ہوا اور منہ پر ٹیپ چپکا دو۔"

"اس کی رحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے پروفیسر نے کہا۔" منگایا کرو تب مجھے۔"

"نہیں۔۔۔ میں بے بہہ خون بہانے کا تامل نہیں ہوں۔۔۔ ہاں اگر انہوں نے چپ چاپ اپنے ہاتھ بھی بندھوا

لیے تو شاید یہی کہا پڑے گا۔"

دھمکی کا اگر ہوئی تھی اور انہوں نے مزاحمت کے بغیر اپنے ہاتھ بھی بندھوا لئے تھے۔

پھر انہیں راستے سے ہٹا کر بڑے چٹروں کی بوٹ میں ڈال دیا گیا تھا۔

"اس طرح ایک اور گاڑی ہاتھ لگی ہے۔" عمران نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ جگہ سڑک پر سے نظر نہیں آتی ہوگی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" شہباز پر تشویش لہجے میں بولا۔

"بس تو پھر اس جیب کا پٹرول بھی نکال لیتے ہیں۔ شمرال کی سرحد میں داخل ہو کر ہمیں ایک لمبا پتھر کا ٹاپڑا ملے گا۔"

"مناسب ہے۔" شہباز بولا۔

شہباز اور پروفیسر جیب سے پٹرول نکالنے میں مصروف ہو گئے تھے پورنا نازادی عمران کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔

"تمہارا جواب نہیں ہے فلاسفر۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تمہاری بیوی ہر وقت تمہاری سلامتی کی دمانیں مانگتی

رہتی ہوگی۔"

"ابھی تو خود اپنے پیدا ہونے کی دعا میں مانگ رہی ہو گی۔"

"اوہ۔۔۔ تو کیا ابھی شادی نہیں کی؟"

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جھٹک دیا۔

ٹھیک اسی وقت قریب ہی سے ایک ٹار کی آواز آئی اور وہ اچھل پڑے۔ جنرل کا قیدی زمین پر پڑا اڑ پ رہا تھا۔ اس کی دائیں گتھی سے خون کا فوارہ جاری تھا۔

ان کی لٹلی میں کینٹن کا ریوالتور اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس نے خودکشی کر لی تھی۔

وہ خاموش کھڑے اسے دیکھتے رہے۔ ایک بڑا سناٹا بچھتا ہوا ان کے سروں پر سے گزر گیا۔

سفر دوبارہ شروع ہوا تھا۔ وہ جلد از جلد اس جگہ تک پہنچ جانا چاہتے تھے جس سے شہر ال کی حدود میں داخل ہو سکتے۔

سبھی خاموش تھے کسی نے خودکشی کر لینے والے کے متعلق کوئی ذکر نہ پھیرا۔ عمران چاہتا بھی نہیں تھا کہ بات آگے

بڑے۔ اس کا مشن ہر اعتبار سے پورا ہو چکا تھا۔

"شہر ال خطرناک جگہ ہے موسیو عمران؟" پروفیسر بولا۔

"میں جانتا ہوں۔"

"پھر بھی آپ۔۔۔؟"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔"

"جس راستے سے ہم داخل ہوں گے وہاں تحفظ کی ذمہ داری میری ہے۔" شہباز بولا۔

"میں تم پر کسی قسم کی بھی ذمہ داری نہیں ڈال سکتا خان شہباز۔" عمران نے کہا۔

"میں شہر ال بول سکتا ہوں۔ شہباز نے پر غور لہجے میں کہا۔

"میں شہر ال اور سرخسانی کے فرق سے بھی واقف ہوں۔ پورے دنوں کے لہجوں پر تاد بھی ہوں۔"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے۔" خان بولا۔ "تم ہر طرح سے حیرت انگیز ہو۔"

"ویسے بھی ہماری اپنی شکرانی ہی کداسے سے ہوتی۔ یہ پہلے سے میرے پروگرام میں تھا لیکن میرے ذہن میں رننگی درے والا راستہ تھا۔"

"وہ راستہ ہمارے لیے محفوظ نہیں ہو گا۔ آج کل اس کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔"

"مجھے شکرال کے سامنے سے بول آ رہا ہے۔" خانزادی نے کہا۔

"مجھے بھی اپنا ٹریک خیال سمجھو خانزادی۔" پروفیسر بولا۔

"شکرانی دندوں کی زبان میں "رزم" جیسا کوئی لفظ نہیں ہے۔"

عمران کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں تھا۔

"تمہارا شاگرد آخر ہے کیا چیز؟" خانزادی نے پروفیسر سے پوچھا۔

"میں خود بھی نہیں جانتا خانزادی، لیکن اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ایک میرے انگیز مشین ہے، جو مختلف انداز میں چلتی رہتی ہے۔"

پھر وہ سب خاموش ہو گئے تھے۔

جیپ شکرال کی سرحد کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

﴿تمام شد﴾